...ت کا انتقال ہوگیا اور اُس کی اطلاع ہم کو کئی ماہ کے بعد ابھی پچھلے دنوں لاہور کے ماہنامہ ثقافت کے چار مہینوں کے یکجائی نمبر سے ہوئی، انا للہ وانا الیہ راجعون - اللہ تعالیٰ مرحوم کو مغفرت و بخشش کی نعمتوں سے نوازے۔

نیاز صاحب فتحپوری بھی اکاسی برس کی عمر میں کراچی میں انتقال کر گئے۔ موصوف کی ساری عمر شعر و ادب کے چمن زار میں گلگشت کرتے گذری، اگرچہ انھوں نے مورخ، عالمِ دین، ماہرِ نفسیات' ان میں سے ہر ایک کا روپ دھارنا چاہا لیکن ان کو کامیابی نہیں ہوئی، البتہ وہ عربی اور انگریزی سے آشنا' فارسی میں پختہ استعداد اور اُردو زبان کے صاحبِ طرز انشاپرداز ادیب، نغز گو شاعر اور بلند پایہ نقاد تھے۔ اُن کا تعلق اُردو زبان و ادب کی اُس نسل سے تھا جو اب آفتابِ لب بام ہے۔ یہ نسل اب ختم ہو رہی ہے لیکن اس نے اپنے فیضِ قلم و انشا سے ہزاروں چراغ روشن کر دیے ہیں جو آج برِ صغیر میں اُردو کے سرمایۂ ادبیات میں گرانقدر اضافہ کر رہے ہیں۔ کتنے نوجوان ہیں جو نگار اور شہاب کی سرگذشت وغیرہ جیسی موصوف کی کتابیں اور مقالات پڑھ پڑھ کر ادیب ہوگئے، اس لحاظ سے کوئی شبہ نہیں وہ اُردو کے معمار تھے اور تاریخِ ادب میں اُن کا نام اور کام قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

افسوس ہے پچھلے دنوں دہلی میں اسّی نوّے برس کی عمر میں مولانا عبد السلام نیازی کا بھی انتقال ہوگیا۔ مولانا عجیب و غریب خصوصیات کے بزرگ تھے اور کم از کم راقم کی نظر سے آج تک کبھی کوئی شخص اس انداز اور ادا کا نہیں گذرا۔ صورت شکل کے لحاظ سے ڈاڑھی مونچھ صاف۔ دراز قامت۔ کسرتی اور دُہرا بدن۔ مگر منطق و فلسفہ میں درک و بصیرت اس درجہ کہ صدرا اور شمس بازغہ۔ حمد اللہ اور قاضی ناخنوں میں پڑی ہوئی، قرآن سے غیر معمولی شغف' حضور پرنور کے ساتھ عشق کا یہ عالم کہ نامِ نامی زبان پر آیا نہیں کہ جی بھر آیا اور آنکھیں نم ہوگئیں۔ زورِ تقریر و خطابت اس بلا کا کہ فقرہ پر فصاحت و بلاغت صدقہ، عرفی، جامی اور خاقانی وغیرہم کے ہزاروں اشعار برنوکِ زبان' جھوم جھوم کر پڑھتے اور ان کی تشریح کرتے تھے۔ اقلیدس سے حضورؐ کی ختمِ نبوت کے اثبات پر جب تقریر کرتے تھے تو اللہ اکبر! جوش و خروش اور زور و روانی کا کیا منظر ہوتا تھا! محسوس ہوتا تھا کہ ہر شی پر سکتہ طاری ہوگیا اور دم بخود ہو کر رہ گئی ہے۔ خودداری اور استغنا اس درجہ کا کہ سر اکبر حیدری ایسے لوگ آتے تھے اور یہ شخص تعظیم تک کے لئے کھڑا نہ ہوتا تھا۔ ہمیشہ مجرد رہے۔ عطر بنا کر گذر بسر کرتے تھے۔ تحفہ یا نذرانہ قلیل ہو یا کثیر۔ امیر پیش کرے یا غریب کبھی ہرگز قبول نہیں کرتے تھے' اور اگر کبھی کوئی اصرار کرتا تھا تو غصہ میں بھبک کر اُس کو نہایت مغلظ گالیاں دینے لگتے تھے۔ نماز بھی خشوع و خضوع سے پڑھتے اور تہجد تک کی پابندی کرتے تھے۔ کبھی کسی کے مکان پر نہیں گئے۔ ہمیشہ خانہ نشین رہے۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ۔